Lesson 2: At-Tawbah (Ayaat 16- 28): Day 7 سُوۡرَۃُ التَّوۡبَة کی تفسیر

اگلی آیت میں مشرکینِ مکہ پر ڈائریکٹ چوٹ ہے؛

اَجَعَلۡتُمۡ سِقَایَۃَ الۡحَآجِّ وَعِمَارَۃَ الۡمَسۡجِدِ الۡحَرَامِ کَمَنۡ اٰمَنَ بِاللّٰہِ وَالۡیَوۡمِ الۡاٰخِرِ وَجٰہَدَ فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ ؕ لَا یَسۡتَوٗنَ عِنۡدَ اللّٰہِ ؕ وَاللّٰہُ لَا یَہۡدِی الۡقَوۡمَ الظّٰلِمِیۡنَ ﴿ۘ۱۹﴾

کیا تم لوگوں نے حاجیوں کو پانی پلانے اور مسجد حرام کی مجاوری کرنے کو اس شخص کے کام کے برابر ٹھہرالیا ہے جو ایمان لایا اللہ پر اور روز آخر پر اور جس نے جانفشانی کی اللہ کی راہ میں؟ اللہ کے نزدیک تو یہ دونوں برابر نہیں ہیں اور اللہ ظالموں کی رہنمائی نہیں کرتا ﴿۱۹﴾

آپ اس سوال کی ٹون پر غور کریں۔ ظاہری خدمت سے بہتر اللہ پر ایمان لانا اور اُس کے دین کے لئے دوڑ دھوپ کرنا ہے۔

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ "کافروں کا قول تھا کہ بیت اللہ کی خدمت اور حاجیوں کے پانی پلانے کی سعادت بہتر ہے ایمان و جہاد سے۔ ہم چونکہ یہ دونوں خدمتیں انجام دے رہے ہیں اس لیے ہم سے بہتر کوئی نہیں۔

اللہ نے ان کا فخر و غرور اور حق سے تکبّر اور منہ پھیرنے کے بارے میں فرمایا کہ میری آیتوں کی تمہارے سامنے تلاوت ہوتے ہوئے تم اس سے بے پرواہی سے منہ موڑ کر اپنی بات چیت میں مشغول رہتے ہو، پس تمہارا گمان بے جا، تمہارا غرور غلط، تمہارا فخر نامناسب ہے۔ یوں بھی اللہ تعالیٰ کے ساتھ کا ایمان اور اس کی راہ کا جہاد بڑی چیز ہے لیکن تمہارے مقابلے میں تو وہ اور بھی بڑی چیز ہے کیونکہ تمہاری تو کوئی نیکی ہو بھی تو اسے شرک کا گھن کھا جاتا ہے۔

پس فرماتا ہے کہ یہ دونوں گروہ برابر کے بھی نہیں یہ اپنے آپ کو آباد کرنے والا کہتے تھے اللہ تعالیٰ نے ان کا نام ظالم رکھا اور ان کی اللہ تعالیٰ کے گھر کی خدمت بیکار کر دی۔

اللہ نے خود ہی سوال کر کے پھر جواب بھی دے دیا۔

ہم اپنے اوپر لے کر دیکھیں کہ ہم خود ظاہری باتوں سے خوش نہیں ہوتے۔

اللہ کی نظر میں سب سے بڑا کام یہ ہے کہ اللہ کے احکام کو مانا جائے اور دین کی خدمت کی جائے۔ کہتے ہیں کہ سیدنا عباس رضی اللہ عنہ نے اپنی قید کے زمانے میں کہا تھا کہ "تم اگر اسلام و جہاد میں تھے تو ہم بھی اللہ تعالیٰ کے گھر کی خدمت اور حاجیوں کو آرام پہنچانے میں تھے"۔ اس پر یہ آیت اتری کہ شرک کے وقت کی نیکی بیکار ہے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے ان پر جب لے دے شروع کی تو سیدنا عباس رضی اللہ عنہ نے کہا تھا کہ "ہم مسجد الحرام کے متولی تھے ہم غلاموں کو آزاد کرتے تھے ہم بیت اللہ کو غلاف چڑھاتے تھے ہم حاجیوں کو پانی پلاتے تھے اس پر یہ آیت اتری۔

سیدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ "ایک شخص نے کہا اسلام کے بعد اگر میں کوئی عمل نہ کروں تو مجھے پرواہ نہیں بجز اس کے کہ میں حاجیوں کو پانی پلاؤں۔ دوسرے نے اسی طرح مسجد الحرام کی آبادی کو کہا۔ تیسرے نے اسی طرح اللہ کی راہ کے جہاد کو کہا۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں ڈانٹ دیا اور فرمایا منبر رسول اللہ صلى الله عليه وسلم کے پاس آوازیں بلند نہ کرو۔ یہ واقعہ جمعہ کے دن کا ہے جمعہ کے بعد ہم سب نبی کریم صلى الله عليه وسلم کے پاس حاضر ہوئے اور آپ صلى الله عليه وسلم سے پوچھا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی"۔

اور روایت میں ہے کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے وعدہ کیا تھا کہ نماز جمعہ کے بعد میں خود جا کر نبی کریم صلى الله عليه وسلم سے یہ بات دریافت کرلوں گا۔ (صحیح مسلم:1879-111)

اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ ۙ اَعْظَمُ دَرَجَةً عِنْدَ اللّٰهِ ؕ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ ﴿۲۰﴾ اللہ کے ہاں تو انہی لوگوں کا درجہ بڑا ہے جو ایمان لائے اور جنہوں نے اس کی راہ میں گھر بار چھوڑے اور جان ومال سے جہاد کیا وہی کامیاب ہیں﴿۲۰﴾

اللہ کے ہاں کن کا درجہ بلند ہے؟

1. جو ایمان لائے
2. اور جنہوں نے اس کی راہ میں گھر بار چھوڑے
3. اور جان ومال سے جہاد کیا

وہی کامیاب ہیں؛

بڑے درجات ملیں گے اور وہی کامیاب ہونگے۔

يُبَشِّرُهُمْ رَبُّهُمْ بِرَحْمَةٍ مِّنْهُ وَرِضْوَانٍ وَّجَنّٰتٍ لَّهُمْ فِيْهَا نَعِيْمٌ مُّقِيْمٌ ۙ ﴿۲۱﴾

ان کا رب انہیں اپنی رحمت اور خوشنودی اور ایسی جنتوں کی بشارت دیتا ہے جہاں ان کے لیے پائیدار عیش کے سامان ہیں﴿۲۱﴾

اور کیا ملے گا؟

خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗٓ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ﴿۲۲﴾ ان میں وہ ہمیشہ رہیں گے یقیناً اللہ کے پاس خدمات کا صلہ دینے کو بہت کچھ ہے﴿۲۲﴾

اللہ کو مطلوب وہ بندہ ہے جن میں آٹھ خوبیاں ہوں گی۔ پھر یہ چار کام کرلو۔ تو ہمیشہ کی خوشیاں اور رب کی رضا مل جائے گی۔ اللہ بہت کچھ عطا کرے گا۔

اصل بات یہ ہے کہ اپنی زندگی تو انسان آسانی سے گزار لیتا ہے۔ ذاتی زندگی میں انسان اپنی روٹین بنا لیتا ہے۔ نماز روزے کا بھی انسان پابند ہو ہی جاتا ہے۔

لیکن اللہ کے دین کے لئے بھاگ دوڑ کرنا مشکل ہے۔ ایک ہنگامہ برپا ہوتا ہے۔ بظاہر دیکھنے والوں کو لگتا ہے کہ انسان کو کچھ نہیں ملتا۔ لیکن حقیقت میں انسان آخرت کا سامان اکٹھا کر رہا ہوتا ہے۔

نَعِيمٌ مُّقِيمٌ : ہمیشہ کی راحتیں۔ ہمیشہ کی خوشیاں نہ کوئی غم نہ کوئی دکھ۔ سکون اور عافیت۔ ہر خوشی پوری ہوگی اور ہمیشہ کے لئے ہوگی۔

نَعِيمٌ مُّقِيمٌ : باقی رہنے والی نعمت۔ دنیا کی نعمتیں پائیدار نہیں ہوتیں۔

دنیا کی نعمت کی کثرت عذاب بن جاتی ہے۔ مثال بارشیں۔ جنت کی نعمت بھی موجود ہوگی اور ہمیشہ کے لئے رحمت ہوگی۔

نعمت کی لذت بھی باقی رہے گی۔

دنیا کی نعمتیں پڑی رہ جاتی ہیں۔ جنت کی نعمتیں ہمیشہ ہمارے پاس رہیں گی۔

اللہ سے دعا ہے کہ ہمیں نَعِيمٌ مُّقِيمٌ کا وارث بنا دے۔ آمین

اپنا محاسبہ کریں۔ اگر تو گھر والے بھی ساتھ دیں اور حالات سازگار ہیں تو نئے آنے والوں کی مدد کریں۔ انصار بن جائیں۔

اگر گھر والے ساتھ نہیں دیتے تو اپنے گھر والوں پر کام کریں۔ اللہ سے حکمت مانگیں۔ اللہ کے راستے میں بعض اوقات ہم بھاگ نہیں سکتے۔

اس آیت کا موضوع ہے 'محبتوں کا امتحان'

يَاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا لَا تَتَّخِذُوۡۤا اٰبَآءَكُمۡ وَاِخۡوَانَكُمۡ اَوۡلِيَآءَ اِنِ اسۡتَحَبُّوا الۡـكُفۡرَ عَلَى الۡاِيۡمَانِ‌ؕ وَمَنۡ يَّتَوَلَّهُمۡ مِّنۡكُمۡ فَاُولٰۤـئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوۡنَ ﴿۲۳﴾

اے لوگو جو ایمان لائے ہو، اپنے باپوں اور بھائیوں کو بھی اپنا رفیق نہ بناؤ اگر وہ ایمان پر کفر کو ترجیح دیں تم میں سے جو ان کو رفیق بنائیں گے وہی ظالم ہوں گے ﴿۲۳﴾

ہمیں پکارا گیا ہے۔ چاہے کتنا ہی قریبی رشتہ ہو لیکن اگر وہ اللہ اور رسول ؐ کے اطاعت گزار نہیں ہیں تو اُن کو ولی نہ بنائیں۔

اٰبَآءَ سے مراد: باپ دادا، پڑدادا: اِخۡوَانَ بھائی، بھائی سے منسلک رشتے۔

اسۡتَحَبُّوا : ح ب ب۔ محبت۔

اللہ تعالیٰ کافروں سے ترک موالات کا حکم دیتا ہے ان کی دوستیوں سے روکتا ہے گو وہ ماں باپ ہوں، بہن بھائی ہوں بشرطیکہ وہ کفر کو اسلام پر پسند کریں۔

انسان کمزور ہے۔ ایک بیل کی طرح۔ اُس کو درخت کے سہارے کی ضرورت ہوتی ہے۔ بیل کو ایک ڈوری سے باندھ کر درخت کے ساتھ جوڑ دیں۔ وہ بیل درخت پر چڑھ کر پھل پھول دینے لگتی ہے۔ میں اور آپ بیل کی طرح ہیں۔ ڈوری بیل کو سہارا دیتی ہے جیسے اللہ کی کتاب ہمیں سہارا دیتی ہے۔ درخت اصل رابطہ اور تعلق ہے۔ جیسے ہمارا اللہ کے ساتھ رابطہ اور تعلق مضبوط ہونا چاہیئے۔ یہ صرف ایک مثال ہے۔ انسان کمزور ہے ہم صرف اُسی وقت مضبوط ہونگے جب اللہ کا ساتھ ہمارے ساتھ مل جائے گا۔

جو لوگ حسبنا اللہ و نعم الوکیل پر ایمان رکھتے ہیں وہ کامیاب ہونگے۔ قدم جم جانے چاہیئے۔

مخالفتوں میں کام کرنا ہے۔ گھر والوں کی مخالفت ہو گی تو بھی برداشت اور صبر سے کام لینا ہے۔

اور آیت میں ہے »لَّا تَجِدُ قَوْمًا يُؤْمِنُونَ بِاللّٰهِ« (المجادلة:58 22) اللہ پر اور قیامت پر ایمان لانے والوں کو تو ہر گز اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمنوں سے دوستیاں کرنے والا نہیں پائے گا گو وہ ان کے باپ ہوں بیٹے ہوں یا بھائی ہوں یا رشتے دار ہوں یہی لوگ ہیں جن کے دلوں میں ایمان لکھ دیا گیا ہے اور اپنی خاص روح سے ان کی تائید فرمائی ہے۔ انہیں نہروں والی جنت میں پہنچائے گا۔

ایمان اور کفر اکٹھے نہیں ہو سکتے۔

اگلی آیت قرآن پاک کی اہم ترین آیات میں سے ایک ہے۔ ہر رشتے پر اپنا نام لکھیں۔

قُلْ إِنْ كَانَ آبَاؤُكُمْ وَأَبْنَاؤُكُمْ وَإِخْوَانُكُمْ وَأَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيرَتُكُمْ وَأَمْوَالٌ اقْتَرَفْتُمُوهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسَاكِنُ تَرْضَوْنَهَا أَحَبَّ إِلَيْكُمْ مِنَ اللّٰهِ وَرَسُولِهِ وَجِهَادٍ فِي سَبِيلِهِ فَتَرَبَّصُوا حَتَّىٰ يَأْتِيَ اللّٰهُ بِأَمْرِهِ ۗ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفَاسِقِينَ ﴿٢٤﴾

اے نبیؐ، کہہ دو کہ اگر تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے، اور تمہارے بھائی، اور تمہاری بیویاں اور تمہارے عزیز و اقارب اور تمہارے وہ مال جو تم نے کمائے ہیں، اور تمہارے وہ کاروبار جن کے ماند پڑ جانے کا تم کو خوف ہے اور تمہارے وہ گھر جو تم کو پسند ہیں، تم کو اللہ اور اس کے رسول اور اس کی راہ میں جہاد سے عزیز تر ہیں تو انتظار کرو یہاں تک کہ اللہ اپنا فیصلہ تمہارے سامنے لے آئے، اور اللہ فاسق لوگوں کی رہنمائی نہیں کیا کرتا ﴿۲۴﴾

یہ آٹھ چیزوں کی لسٹ ہے۔ سب انسان ان سے آزمائے جائینگے۔ اگر تو انسان کو اللہ اور اُس کا رسولؐ عزیز ہیں۔ اُن سے محبت ہے تو وہ اللہ کے دین کی خاطر، جہاد کے لئے اُٹھ کھڑا ہو گا۔ ورنہ پھر اللہ کے عذاب کا انتظار کرے۔ رونگٹے کھڑے کر دینے والا چیلنج ہے۔

ہم اپنے اندر ایک ترازو رکھیں۔

ایک طرف یہ آٹھ چیزیں اور ایک طرف اللہ اور رسولؐ کی محبت اور اُن کی خاطر جہاد۔

اپنا محاسبہ کریں۔ انسان خود کو جانتا ہے۔

سورۃ قیامت آیت 14 میں ہے کہ انسان اپنے آپ کو خوب جانتا ہے۔

علامہ اقبال کا شعر ہے:

یہ مال و دولت دنیا، یہ رشتہ و پیوند۔۔۔ بُتانِ وہم گماں، لَا اِلٰہَ اِلاّ اللّٰہ

اقبال کہتے ہیں دنیا کی دولت ہو یا تمہارے دوست اور اقربا، اگر یہ تمہیں اللہ سے بیگانہ کر دیں تو یہی بُتانِ وہم و گُمان ہیں جن کی کوئی حقیقت نہیں، اللہ کے سوا ہر شے کا وجود فانی ہے جس کی حقیقت کچھ نہیں، یہ سب ہمارے ذہن کے تراشے ہوئے بت ہیں اور ہم اللہ کو چھوڑ کر ان بتوں کی پرستش میں لگے ہوئے اپنی عمرِ عزیز کو ضائع کر رہے ہیں۔

ان آٹھ چیزوں کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔ اپنے آپ کو چیک کریں۔

اللہ ان سے محبت سے منع نہیں کر رہا بلکہ فرمایا صرف ان سے محبت نہ کرو۔

مثالیں: ابراہیمؑ نے اپنے باپ کو چھوڑ دیا۔ نوحؑ نے بیٹا چھوڑ دیا۔ لوطؑ نے بیوی چھوڑ دی۔ موسیٰؑ نے بھائی کے لئے بھی نبوت مانگ لی۔ آسیہؓ نے فرعون کو چھوڑ دیا۔ حاجرہؑ اور ابراہیمؑ کی مثال۔ اللہ کے نبیؐ نے اپنے رشتے دار چھوڑ دیئے۔ حنظلہؓ نے جہاد کا حکم سنا تو بیوی کو چھوڑ کر گھر سے نکل پڑے۔

اللہ کے نبیؐ بیویوں کے ساتھ خوش ہوتے جیسے ہی اذان ہوتی ایسے ہو جاتے جیسے جانتے ہی نہیں۔ فوراً اللہ کے دربار میں حاضر ہو جاتے۔

ہمارا مسئلہ دراصل یہ ہے کہ ہمیں توازن نہیں رکھنا آتا۔ مثال ذیابیطس، یا بلڈ پریشر وغیرہ۔

نفاق یہی ہے کہ اللہ کو محبت اور اہمیت دینی تھی لیکن نہیں دی۔ توازن خراب کر دیا۔

اللہ کے حقوق بندوں کو دینے لگتے ہیں۔

اگلی مثال؛ دودھیال۔ ابراہیمؑ نے اپنے رشتے دار چھوڑے۔ اللہ کے نبیؐ نے سارا خاندان اور قبیلہ چھوڑ دیا۔ لوطؑ نے بھی اپنی بیوی چھوڑی۔ موسیٰؑ بھی مدین چلے گئے۔ یوسفؑ کی مثال۔

اب ہر رشتے کے ساتھ اپنا نام لکھیں۔ کیا ہم اپنی محبتوں میں توازن رکھتے ہیں؟ فیصلہ کرنا پڑے گا۔

صلہ رحمی نہیں چھوڑنی۔ غلط کام چھوڑنا ہے۔ خرافات چھوڑنی ہیں۔ خاندان والوں کو نہیں چھوڑنا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ جا رہے تھے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا ہاتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں تھا۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کہنے لگے "یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ مجھے ہر چیز سے زیادہ عزیز ہیں بجز میری اپنی جان کے"۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" :اس کی قسم جس کے ہاتھ میرا نفس ہے تم میں سے کوئی مومن نہ ہو گا جب تک کہ وہ مجھے اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز نہ رکھے"۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا" :اللہ کی قسم! اب آپ کی محبت مجھے اپنی جان سے بھی زیادہ ہے"۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" :اب اے عمر رضی اللہ عنہ) !تو مومن ہو گیا (صحیح بخاری۔ (صحیح بخاری:6632)

صحیح حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ثابت ہے کہ اس کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ تم میں سے کوئی ایماندار نہ ہو گا جب تک میں اسے اس کے ماں باپ سے اولاد سے اور دنیا کے کل لوگوں سے زیادہ عزیز نہ ہو جاؤں۔ (صحیح بخاری:15)

مال کی مثالیں۔ ابو بکرؓ۔ عثمانؓ۔ عبد الرحمان بن عوف

كَسَادَهَا : کاروبار کا مندا ہو جانا۔ تجارت کی فکر۔ اللہ کے نبیؐ بہترین تاجر تھے کہ دین کی خاطر کام چھوڑ دیا۔ خدیجہؓ نے اپنا سارا مال اللہ کے نبی ﷺ کے حوالے کر دیا۔

تکلیف کے بعد ہی راحت ملتی ہے۔ مثال جب بچہ پیدا ہوتا ہے تو تکلیف ہوتی ہے۔ آزمائش تو ہو گی۔

جیسے ہمارا بلڈ پریشر چیک کیا جاتا ہے۔ تو آزمائش ہوتی ہے۔

دنیا کبھی نہیں ملتی۔ دنیا کے پیچھے نہ بھاگو۔ آزمائشوں سے صرف اس وقت نکل سکتے ہیں جب اللہ کے احکام سنیں گے اور مانیں گے۔

اپنے خاندان اور گھر والوں کے لئے دعائیں کریں۔ ہم روز کہتے ہیں کہ یا اللہ ہم تیری عبادت کرتے ہیں تجھ سے ہی مدد مانگتے ہیں۔ پھر اللہ کو ناراض کرتے ہیں؟

لسٹ میں اگلی چیز گھر۔ اللہ کے نبیؐ اور صحابہ کرامؓ نے گھر چھوڑے۔ عورتوں کو اپنے گھر بہت عزیز ہوتے ہیں۔

ہر بندہ خود سے پوچھے مجھے سب سے پیارا کیا ہے؟ کیا ہم اللہ کے دین کے تقاضے پورے کرتے ہیں؟ جب ہم محبت کرتے ہیں تو قربانی دے کر خوش ہوتے ہیں۔

اصل بات اللہ سے سچی محبت ہے۔ جب ہم پر خلوص دل اور سچی نیت سے اللہ سے محبت کرتے ہیں تو اُس کی بات بھی خوشی سے مانتے ہیں۔ جب اللہ کے نبیؐ سے محبت ہوتی ہے تو خود بخود سنتوں پر عمل کرتے ہیں۔ پھر اللہ کی راہ میں ہجرتیں کرنا آسان لگتا ہے۔

اللہ کے راستوں پر چلیں تو اللہ دنیا میں نعمتیں عطا کر دیتا ہے۔ آج اَجر نظر نہیں آتا تو قربانی دینی مشکل لگتی ہے۔ لیکن اگر اس بات پر ایمان ہو گا تو انسان اللہ کو راضی کرنے کے لئے نیک عمل کرے گا۔